سعد کی گمراہی

استفتاء:

۱۔ نبی موسی علیہ السلام کے بارہ میں نظام الدین کے مولانا سعد کا جو خیال ہے اس کے متعلق دار العلوم دیوبند کا فتوی میں نے دیکھا۔ مولانا سعد نے جو رائے اپنی ظاہر کی کیا اس سے نبی موسی علیہ السلام کی تنقیص شان تو نہیں ہوتی، جیسے دیوبند کے فتوی میں مذکور ہے؟

۲۔ مولانا سعد کے نزدیک جو رائے انہوں نے ذکر کیا ہے وہی تفسیر مظہری، روح المعانی اور حضرت مفتی شفیع صاحب کے معارف القرآن میں بھی مندرج تفسیر ہے۔ اس رائے کی وجہ سے مولانا سعد پر کیوں تنقید کی جارہی ہے، جبکہ مفسرین پر تنقید نہیں کی جارہی ہے؟

الجواب:

مولوی سعد فتان ہیں۔ دین کے نام سے انہوں نے بڑا فتنہ برپا کیا۔ گنڈوں کی مدد سے اپنے آپ کو امیر کے مقام پر جمانا چاہتے ہیں۔

سعد نے جس موقع و قرینہ میں واقعہ بیان کیا اور جس انداز سے اس نے مظہری کی رائے پیش کی، اس میں اور مظہری و دیگر تفاسیر میں بڑا فرق ہے۔ سعد کے بیان سے حضرت نبی موسی علیہ السلام کے مقام رفیع میں تنقیص لازم آتی ہے۔ مظہری نے اپنی ذاتی رائے علمی انداز میں بیان کی۔ لیکن سعد نے اسی کو اس طور سے اگالی جس

سے نبی موسی علیہ السلام کی توہین ہوتی ہے۔ اور اس نے یہ اس لئے کیا تاکہ تبلیغی جماعت کے خروج اور طریقۂ کار کے فرض اور افضل ترین ہونے کو ناکام طریقہ سے ثابت کرے۔

اگر اس کے پاس عقل سلیم ہوتی اور حب جاہ کی قوت سے کام نہ کر رہا تھا تو سمجھ لیتا کہ قرآن میں اللہ تعالی نے نبی موسی علیہ السلام کو چالیس دن کے ہمکلامی کے واسطے پہاڑ آنے کا حکم دیا۔ لیکن سعد صاحب نے اس واقعہ کو اس طور سے پیش کیا گویا کہ نبی موسی علیہ السلام اپنی قوم چھوڑ بھاگ گئے، جبکہ حقیقت میں اللہ تعالی کے فرمان ہی سے گئے تھے۔

مظہری اور بعض دیگر تفسیر کی کتابوں میں جو مذکور ہے، تفسیر بالرائے ہے۔ مستند تفسیر کی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ وہ تو ایک ذاتی رائے ہے جس سے ہم کو اختلاف ہے۔ لیکن اس کی اشاعت نادان عوام میں جو صرف مزید کشمکش میں پڑیں گے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ سعد نے یہی تو کیا۔ البتہ جس علمی انداز سے مظہری نے اس تفسیر کو پیش کیا اس سے نبی موسی علیہ السلام کی توہین نہیں ہوتی۔ بلکہ حضرت موسی علیہ السلام کے مقام رفیع کو دوچند کر دیتا ہے۔

سمجھنا ضروری ہے کہ نبی موسی علیہ السلام چالیس دن اللہ تعالی کے ساتھ کلام کرنے کے لئے اللہ تعالی ہی کے حکم سے تشریف لے گئے۔ اپنی قوم چھوڑ نہیں بھاگے۔ یہ خیال جو سعد نے اپنے گونڈوں کے ذہنوں میں جمالیا کفر کو مستلزم ہے۔ اللہ تعالی کے ایسے جلیل القدر نبی کے خلاف اپنے منہ کھولنے اور اپنی زبان ہلانے میں اس کو ذرا سی بھی شرم اور رکاوٹ محسوس نہیں ہوئی۔ یہ اس کے گمراہ ہونے کی بین دلیل ہے۔ اس کو کس بات نے مجبور کیا کہ ایسے علمی مسئلہ کو چھیڑے جس کی دقت عوام الناس کے فہم سے بالاتر ہے؟

مزید بر آں، مظہری کے حوالہ میں سعد نے چھانٹ چھانٹ کر کے حوالہ دیا۔ اپنے بیان میں سعد صاف ثابت کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ہدایت موقوف ہے مہنت پر، اور اس سے تبلیغی جماعت کے خروج اس کا مقصود تھا۔ اس نے واضح کیا کہ ہدایت انبیاء کی روحانیت کا اثر نہیں تھی۔ بلکہ اس غبی نے یہاں تک کہہ دیا کہ ہدایت اللہ تعالی کے ہاتھ میں نہیں ہے، نعوذ باللہ من ذلک۔ یہ تو کھلم کھلا کفر ہے، جس کی نحوست سے یہ اسلام سے خارج ہو گیا، اور اس کا نکاح بھی ٹوٹ گیا۔ اگر اپنی غلطی پر غور کرے گا اس وقت توبہ اور تجدید ایمان میں پس و پیش نہیں کرے گا۔

اب سمجھ لیجئے کہ تفسیر مظہری اور دیگر تفاسیر میں جن کا حوالہ سعد اپنے کفر کی حمایت میں دیتا ہے، اسی آیت میں جس میں نبی موسی علیہ السلام کے اللہ تعالی کے ساتھ ہمکلامی کے لئے تشریف لے جانے کا ذکر ہے، یہ بھی تو ہے کہ ہدایت نبی کی روحانیت سے پھوٹتی ہے۔ لیکن سعد نے اس سے چشم پوشی کر کے دوسری بات چھانٹ کر رکھی جس کو اپنے ٹیڑھے نظریۂ ہدایت میں ہار کے جھک مار کے پیش کرتا ہے۔

جب مظہری سے ایک بات نکالی اور اس کو نبی موسی علیہ السلام کی توہین میں صرف کیا، گو قصداً ہی نہ سہی، تو مظہری کی پوری بات لے لیتا، ادھوری کیوں؟ لیکن تفسیر کی دوسری بات چونکہ سعد کے اس الجھے ہوئے نظریہ پر پانی پھیرتی ہے کہ نبی کی روحانیت کو نبی کی امت کی ہدایت میں کچھ دخل نہیں، اس لئے اس نے صرف ایک بات کو اپنے ناقابلِ مدافعت نظریہ کی حمایت میں چھانٹا۔

سعد اپنے بیان میں کہتا ہے:

"تم اس خیال کرو گے کہ ہدایت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ہدایت اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہوتی تو اللہ تعالی نبی کو کیوں بھیجتے؟ اللہ تعالی نے ہدایت دینے کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مہنت کے لئے بھیجا ہے۔ نبیوں نے بھی

اپنے اندر کی توجہ اور روحانیت سے ہدایت کو نہیں پھیلایا۔ تم سب کے سب خوب غور سے سنو کہ میں کیا کہہ رہا۔ اس زمانہ میں ایک دھوکا یہ بھی ہے مسلمانوں کو کہ اللہ والوں کی اندرونی کیفیات سے امت ہدایت پر آجائے گی۔ یہ خیال بھی غلط ہے۔"

بالکل ظاہر ہے کہ سعد نے انبیاء علیہم السلام کے اپنے پیرو تک ہدایت پہنچانے میں روحانیت کے دخل اور نفع کی نفی کر دی۔ جب اس کا فاش کفر عقیدہ یہی ہے کہ ہدایت اللہ عزوجل کے قابو و قدرت سے باہر ہے تو سمجھنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کہ اس کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کی روحانیت سے ہدایت کی نفی بدرجہ اولی ہوگی۔

سعد نے حضرت موسی علیہ السلام کی توہین کی۔ پھر اس نے مظہری اور دیگر مفسرین کی تفسیر کا حوالہ دیکر اپنے آپ کو اس سے بری کرنا چاہا۔ لیکن اس فاسد الجھے ہوئے عقیدۂ باطل کو ذہن نشین کر کے مظہری کی اس تفسیر کو پڑھ لیجئے:

"میں کہتا ہوں پیغمبروں کی رسالت کے دو مقصد ہیں:

(۱) وہ لوگوں کو اسلام اور اللہ کے احکام سکھائیں اور تعمیل کی دعوت دیں۔

(۲) لوگوں کو اپنی باطنی کشش کی قوت سے اللہ کی طرف کھینچیں اور ایمان و معرفت کا نور ان کے دلوں میں ڈالیں تاکہ ان کے سینے روشن ہو جائیں اور وہ حق کو حق اور باطل کو باطل جان لیں۔ لیکن انبیاء کے اس فریضہ کی مکمل ادائیگی اسی وقت ممکن ہے جب وہ مخلوق کی طرف کامل طور پر متوجہ ہوں۔

حضرت موسی علیہ السلام پر بارگاہ الٰہی میں حاضری کا شوق اور ہم کلامی کی محبت کا اس وقت غلبہ تھا اور سکر کی حالت تھی اس لئے ان کی باطنی توجہ امت کی طرف باقی نہیں رہی تھی۔ یہ ہی وجہ تھی کہ بنی اسرائیل فتنہ اور گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔"

پس بلاتردد تفسیر مظہری اور اسی طرح دوسرے مفسرین ہدایت کا نبی کی توجہ اور روحانیت کے نتیجہ سے صادر ہونا مقرر کرتے ہیں۔ اور وہ نبی اس واقعہ خاص میں حضرت موسی علیہ السلام ہی تو تھے۔ نبی کے پیرو کی ہدایت یافتی کے لئے نبی کی روحانیت سے متعلق تفسیر کی اس آشکارا صورت کو چھوڑکر، سعد نے آرام سے صرف وہ بات لے لی جس میں نبی موسی علیہ السلام کے چلے جانے کے نتیجہ سے بنی اسرائیل کی گمراہی کا ذکر آیا ہے۔

علمی گفتگو کے سلسلہ میں اور علماء کی مجلس میں، حضرت موسی علیہ السلام کے مقام رفیع پر کسی قسم کی توہین یا طنز کے بغیر ، تفسیر مظہری وغیرہ ایسی تفسیر کو جو کہ محض تفسیر بالرائے ہے پیش کر رہی ہے، جبکہ سعد صاحب انجان مجمع کے بیان میں اس علمی اشکال کو ذکر کر رہے ہیں، اور اس تفسیر بالرائے کے قطعہ کی تبلیغ میں جس انداز سے انہوں نے اپنا جان چھڑایا اس سے ان کا مطلوب یہ تھا کہ حضرت موسی علیہ السلام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے درجہ کے نبی ہیں، ان کے مقام رفیع پر داغ لگائیں۔ سعد کی یہ بے باکی غیر قابل برداشت ہے۔

انجان مجمع کے سامنے سعد کا طرز بیان بتلارہاہے کہ ان کا مقصود صاف تصور ڈالنا کہ حضرت موسی علیہ السلام، نعوذ باللہ، اپنے فریضۂ نبوت ورسالت میں ناکام ہوئے اس لئے کہ بنی اسرائیل کے چھ لاکھ آدمی گوسلہ پرستی میں مبتلا ہو کر گمراہ ہو گئے تھے۔ اصل میں سعد نے بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی کے شرک کا الزام نبی موسی علیہ السلام پر لگایا۔

واقعی کفر کا ایسا خیال باندھنا تفسیر مظہری کے علمی اشکال کی بنیاد پر غباوت ہے۔ سعد کے اس کفر خیال کے نظر انداز کر دینے اور اس کی نفی کر دینے کی سب سے قوی دلیل اللہ عزوجل کا یہ قطعی فرمان ہے:

"اور (وہ زمانہ یاد کرو) جبکہ وعدہ کیا ہم نے موسی (علیہ السلام) سے چالیس رات (ہم کلام ہونے) کا۔ پھر تم لوگوں نے (اے بنی اسرائیل، پرستش کے لئے) تجویز کرلیا گوسالہ کو موسی (علیہ السلام) کے (جانے) کے بعد اور تم نے ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی۔" (سورہ بقرہ/۵۱)

"اور ہم نے موسی (علیہ السلام) سے تیس شب کا وعدہ کیا اور دس شب اور ان تیس راتوں کا تتمہ بنایا۔ سو ان کے پروردگار کا وقت پورے چالیس شب ہو گیا۔"(سورہ اعراف/۱۴۲)

اس مسئلہ کی پہلی بنیادی بات جو ہر غبی بھی سمجھ سکتا ہے یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام اللہ تعالی ہی کے حکم سے کوہ طور پر تشریف لے گئے ۔ کوہ پر اعتکاف کرنے کے لئے انہوں نے اپنے منصب نبوت ہر گز نہیں چھوڑا۔ دوسری بنیادی بات یہ ہے کہ ان کا تشریف لے جانا قوم سے دست برداری نہیں تھی۔ نبی ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ چھوڑ کر گئے۔ تیسری بنیادی بات یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے حکم کی تعمیل اس کو مستلزم ہوا کہ قوم سے چالیس دن علیحدہ ہو گئے۔ لہذا، حضرت موسی علیہ السلام کو بجز اس کے کوئی چارہ ہی نہ تھا کہ اپنی رعیت سے الگ ہو جائیں۔ گوسالہ پرستی کی نسبت حضرت موسی علیہ السلام کی طرف کرنا اور محض اس لئے بھی کہ انہوں نے فرمان الہی کی تعمیل فرمائی، گستاخانہ ستم ہے۔

اگر بے وقوفی سے بھی اس کو مان لیا جائے کہ نبی موسی علیہ السلام کا علیحدہ ہو جانا بنی اسرائیل کی گمراہی کا باعث تھا، تو ان کو اس معاملہ میں کوئی اختیار ہی نہ تھا۔ اللہ تعالی کے حکم کی بجاآوری کر رہے تھے۔ قرآن مجید بنی اسرائیل کی گمراہی سامری کی طرف صاف صاف منسوب کر رہاہے۔ مزید برآں قرآن ناطق ہے کہ:

"ہم نے بنی اسرائیل کو فتنہ میں ڈالدیا۔۔" اس فتنہ کا پس منظر یعنی حضرت موسی کا تشریف لے جانا، اللہ تعالی کے حکم سے تھا، حضرت موسی علیہ السلام کے اختیار سے نہیں تھا، اور نہ وہ کسی ایسی بات کی وجہ سے تھا جس پر انہوں نے ازخود عمل کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے ہی صدیوں کے بعد کسی عالم کی تفسیر بالرائے کا حوالہ، اور وہ بھی جو نص قرآنی کے خلاف ہے، ایسے خیال فاسد کے لئے جس میں انبیاء علیہم السلام میں سے ایک بزرگ ترین پیغمبر کی توہین ہوتی ہے دلیل اور حجت کے لئے دیا ہی نہیں جاسکتا۔ ایسی ذاتی آراء نظرانداز کیجانی چاہیئے؛ دلیل میں بیان نہ کیجانی چاہیئے۔

چونکہ مولوی سعد اپنے اس خیال کے لئے کہ تبلیغی جماعت میں خروج فرض ہے، دلیل اور حجت طلب کررہے تھے تو انہوں نے آرام سے تفسیر مظہری کی رائے میں سے ایک بات لے لی اور دوسری بات جو ان کے خیال فاسد سے بالکل خلاف تھی اسے چھپا رکھی کیونکہ ہدایت کے انبیاء علیہم السلام کی روحانیت سے صادر ہونے کا منکر ہی تو ہیں وہ۔

<u>سوال:</u> سعد پر زد کیوں پڑرہی ہے اور مظہری پر نہیں؟

<u>جواب:</u> جس وقت فرعون نے کہا کہ: **"میں تمہارا سب سے بڑا خدا ہوں"** تو مردود اور ملعون ہوا۔ لیکن جب منصور حلاج نے اسی جملہ کو ترمیم یسیر کے ساتھ کہا، یعنی **"انا الحق"** کہا تو مقبول اور مقرب ہی رہے۔ یہ ہے فرق۔ سعد فرعون کے پیچھے ہولیا، جبکہ مظہری اور دیگر حضرات منصور رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے چلے۔

سعد نے اپنی شیطانی بات حضرت موسی علیہ السلام کی توہین میں بک دی، جبکہ مظہری نے اس بات کو نبی موسی علیہ السلام کے عالی مقام بیان کرنے کے لئے ظاہر کیا۔ مظہری کے نزدیک حضرت موسی علیہ السلام کی توجہ

اور روحانیت دونوں نمایاں ہیں۔ مظہری کی تفسیر سے کسی کو وسوسہ تک نہ آیا کہ حضرت موسی علیہ السلام کی توہین ہو رہی ہے۔ لیکن ہر کس و ناکس کی نظر میں سعد کی خلاصی کے طرز و انداز سے حضرت موسی علیہ السلام کے عالی مقام کی تنقیص ہوتی ہے۔

اللہ تعالی ہم سب کو نفس کی شرارتوں اور شیطان کے پھنڈوں سے بچائیں۔ ایمان خوف اور رجا کے درمیان معلق ہے بفرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

از مجلس العلماء جنوبی افریقہ

۱۳/ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ

۱۲/جنوری ۲۰۱۷ع